127610 - اگر باپ بیٹی کی پرورش میں کوتاہی کرتا ہو تو اس کی ماں پرورش کی زیادہ حقدار ہے

سوال

میں اپنی بیٹی کی پرورش کے زیادہ حقدار کے متعلق دریافت کرنا چاہتی ہوں، میرے پہلے خاوند نے تقریبا چار برس قبل مجھے طلاق دی تو میں حاملہ تھی، بعد میں بیٹی پیدا ہوئی جو کہ اب تك میرے ساتھ رہ رہی ہے، الحمد للہ میں نے دو ماہ ایك اچھے دینی بھائی سے شادی کر لی ہے، اس وقت سے میرا سابقہ خاوند میرے موجودہ خاوند کے ساتھ فون پر میری بیٹی کے متعلق بات چیت کرتا رہتا ہے، میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا میں بیٹی کو باپ کے سپرد کردوں حالانکہ وہ اس کی پرورش کا ہتمام نہیں کرتا، یا کہ میں بیٹی کو اپنے پاس ہی رکھوں چاہے میں نے دوسری شادی بھی کر لی ہے.
میں نے ایك فتوی پڑھا ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ جب عورت شادی کر لے تو باپ اولاد کی پرورش کا زیادہ حقدار ہو گا، برائے مہربانی مجھے اس مسئلہ کے متعلق معلومات فراہم کریں، اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے. ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

دین اسلام نے بچوں کی بہتر تربیت اور پرورش کرنے اور خاص کر پرورش کی عمر میں ان کی دیکھ بھال کرنے کی حرص رکھی ہے، اور جب خاوند و بیوی کے مابین علیحدگی ہو جائے تو یہ چیز اور یقینی اور تاکیدی بن جاتی ہے، اس لیے بچے کی مصلحت کا خیال رکھنا ضروری ہے، اور انسانی فطرت سلیمہ بھی اس کی دعوت دیتی ہے، چہ جائیکہ شریعت اسلامیہ اس پر ابھارتی ہو، کیونکہ شریعت اسلامیہ ہر برائی سے روکتی اور ہر قسم کی بھلائی کی ترغیب دلاتی ہے.

اور اصل یہ ہے کہ: جب طلاق ہو جائے تو چھوٹے بچوں کی پرورش کا باپ سے زیادہ ماں کو حق حاصل ہے، اور اگر ماں شادی کر لے تو اس کا یہ حق پرورش ساقط ہو جاتا ہے.

ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" علماء کا اتفاق و اجماع ہے کہ جب خاوند اور بیوی میں علیحدگی و جدائی ہو جائے اوران کا بچہ ہو تو جب تك ماں نکاح نہیں کرتی تو اس کی ماں زیادہ حقدار ہے، اور اس پر بھی متفق ہیں کہ جب ماں شادی کر لے تو پھر اس کا حق نہیں رکھتی " انتہی

دیکھیں: الاجماع (24).

اس کی دلیل سنت نبویہ میں ملتی ہے ابو داود میں حدیث ہے کہ:

ایك عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے اس بیٹے کے لیے میرا پیٹ اس کے لیے رہنے کی جگہ تھی، اور میری چھاتی اس کی خوراك کا باعث تھی، اور میری گود اس کی حفاظت کی جگہ تھی، اور اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے، اور اب اس کو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:

" تم جب تك نکاح نہیں کرتی اس کی زیادہ حقدار ہو "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2276) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابو داود حدیث نمبر (1968) میں اسے حسن قرار دیا ہے.

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بچے کی ولایت دو قسم کی ہے:

ایك قسم میں تو ماں اور اس کی جانب سے جو بھی ہو پر باپ کو مقدم کیا جائیگا، اور وہ مال اور نکاح کی ولایت ہے.

اور دوسری قسم میں باپ پر ماں کو مقدم کیا جائیگا، اور وہ پرورش و رضاعت کی ولایت ہے، اور ان دونوں قسموں میں والدین میں سے اس فریق کو مقدم کیا گیا ہے جو بچے کی مصلحت کو پورا کر سکتا ہے، اور بچے کی مصلحت والدین میں سے جس کے ساتھ موقوف ہے اور وہ اس کو پورا کر سکتا ہے.

اور جب عورتیں پرورش و تربیت کی زیادہ ماہر ہیں اور اس پر وہ صبر بھی کرتی ہیں اور نرمی بھی اور اس کے لیے وقت بھی صرف کرتی ہیں اس لیے انہیں باپ پر مقدم کیا گیا ہے.

اور جب بچے کی شادی کی مصلحت اور احتیاط کے حصول میں باپ زیادہ بہتر ثابت ہو سکتا تھا تو اس مسئلہ میں باپ کو ماں پر مقدم کیا گیا.

چنانچہ پرورش کے معاملہ ماں کو مقدم کرنا محاسن اسلامیہ اور بچوں کی احتیاط اور ان کی بہتری میں شامل ہوتا ہے، اور مال اور شادی کے مسئلہ میں باپ کو مقدم کرنا بھی ایسے ہی محاسن اسلام اور بچے کی بہتری میں شامل

ہوتا ہے " انتہی

دیکھیں: زاد المعاد (5 / 392).

لیکن اگر جسے حق پرورش حاصل ہے - چاہے ماں ہو یا باپ - وہ بچے کی پرورش میں حق ضائع کرنے والا ہو تو پھر حق پرورش اس کو منتقل ہو جائیگا جو بچے کی دیکھ بھال کر سکتا ہو اور اس پر مہربانی کرے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" امام احمد اور ان کے اصحاب باپ کو اس صورت میں مقدم کرتے ہیں جب اس میں بچی کو کوئی ضرر نہ ہو، فرض کریں کہ اگر وہ بچی کی حفاظت اور دیکھ بھال کرنے سے عاجز ہو یا پھر اس کی حفاظت اور دیکھ بھال میں کوتاہی کا مرتکب ہوتا ہو تو پھر اس حالت میں ماں کو مقدم کیا جائیگا.

ماں اور باپ میں سے جسے بھی ہم نے مقدم کرینگے وہ اس لیے کہ جب اس میں بچی کی مصلحت حاصل ہوتی ہو، یا پھر اس سے اس کی خرابی دور ہوتی ہے، لیکن اگر ان میں سے کسی ایك میں خراب اور فساد کی موجودگی میں بلاشك و شبہ دوسرا حق پرورش میں اولی ہوگا " انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی (34 / 131).

اور ان کا یہ بھی کہنا ہے:

" اگر فرض کیا جائے کہ باپ نے سوکن سے شادی کر لی اور اس بچی کو اس کی ماں کی سوکن کے پاس چھوڑے گا جو اس کی مصلحت پر عمل نہیں بلکہ اسے اذیت دے گی، یا پھر اس کی مصلحت اور دیکھ بھال میں کوتاہی کریگی، اور اس کی ماں بچی کی مصلحت پر عمل کرتی ہے اور اس کی اذیت وتکلیف نہیں آنے دیتی تو یہاں حق پرورش ماں کو حاصل ہو گا.

یہاں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ شارع نے ماں اور باپ میں سے کسی ایك کو مطلقا مقدم کرنے یا ماں باپ میں سے کسی ایك کو اختیار کرنے کے متعلق شارع نے کوئی واضح نص بیان نہیں کی.

اور علماء اس پر متفق ہیں کہ ان میں سے کسی ایك کو مطلقا متعین نہیں کیا جائیگان بلکہ زیادتی و کوتاہی کی صورت میں اس پر مقدم نہیں کیا جائیگا جو نیك وصالح اور عادل ہو اور واجبات کی ادائیگی کرنے والا ہو " انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی (34 / 132).

مستقل فتوى كميٹى كے علماء كرام كا كہنا ہے:

" جب خاوند اور بيوى ميں عليحدگى و جدائى ہو جائے تو بچے كى پرورش كا سب سے زيادہ حق ماں كو حاصل ہے، اور جب بچہ سات برس كا ہو جائے تو اسے اختيار ديا جائيگا كہ وہ جسے چاہے اختيار كر لے جسے بچہ اختيار كرے اسى كے پاس رہے گا، اور اگر بچى جب سات برس كى ہو جائے تو باپ اس كا زيادہ حقدار ہے؛ كيونكہ وہ حفاظت و نگہبانى كى محتاج ہے، اور ماں بھى كسى ايسے شخص كى محتاج ہے جو اس كى حفاظت كرے اور اسے بچا كر ركھے، امام احمد كے مسلك ميں پرورش والے بچے يا بچى كو كسى ايسے كے ہاتھ ميں نہيں رہنے ديا جائيگا جو اس كى نہ تو حفاظت كر سكتا ہو، اور نہ ہى اس كى ديكھ بھال كر سكتا ہو " انتہى مختصرا

ديكھيں: فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (21 / 194 - 195).

اور شيخ صالح الفوزان حفظہ اللہ كہتے ہيں:

" جب بچى سات برس كى ہو جائے تو وہ اپنے باپ كے پاس رہے گى حتى كہ اس بچى كى شادى ہو جائے اور خاوند اسے اپنے ذمہ ميں لے جائے؛ كيونكہ اس كا باپ اس كى زيادہ حفاظت كرنے والا ہے، اور دوسرے سے اس كى ولايت كا زيادہ حقدار ہے.

اور كسى ممانعت كے نہ ہونے كى صورت ميں ماں كو اپنى بچى سے ملنے سے نہيں روكا جائيگا، اور اگر باپ بچيوں كى حفاظت سے عاجز ہو، يا پھر وہ اپنے كام كاج يا قلت دين كى بنا پر ان كى پرواہ نہ كرے تو اس كى ماں بچى كى حفاظت كر سكتى ہو تو وہ اپنى ماں كے پاس رہےگى " انتہى

ماخوذ از: ويب سائٹ شيخ الفوزان.

پرورش كا مقصد بچے كى مصلحت ہے، اگر تو يہ مصلحت ماں پورى نہيں كر سكتى تو حق پرورش باپ كو منتقل ہو جائيگا... اور اسى طرح اگر باپ نہيں كر سكتا تو ماں كو منتقل ہو جائيگا.

ليكن والدين كو چاہيے كہ وہ بچے كى مصلحت كى خاطر ايك دوسرے سے تعاون كريں، تا كہ ان دونوں كا نزاع اور اختلاف بچے كے انحراف يا ضائع ہونے كا باعث نہ بنے.

مزيد آپ سوال نمبر (20705) كے جواب كا مطالعہ ضرور كريں.

اور پرورش كے متعلق جب تنازع ہو جائے تو اس معاملہ كو قاضى كے سامنے پيش كرنا چاہيے تا كہ وہ ان دونوں كے درميان فيصلہ كرے، يا پھر والدين كسى ايسے شخص پر متفق ہو جائيں جو عقل و خرد كا مالك ہو اور دين والا نيك و صالح ہو اور وہ بچے كى مصلحت كو مدنظر ركھتا ہوا فيصلہ كرے.

والله اعلم .